بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ ثواب و عذاب قبر

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ ثواب وعذاب قبر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

قرآن کریم مع التفسیر، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور اسلاف امت کے فرامین کی روشنی میں اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ "موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر میں (جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں) جسد عنصری کو بتعلق روح ثواب وعذاب ہوتا ہے۔"

مذہب منکرین عذاب قبر:

مرنے کے بعد علیین یا سجین میں روح اور جسم مثالی کو عذاب وثواب ہوتا ہے اس دنیاوالی قبر میں جسد عنصری سے نہ توروح کا تعلق ہوتا ہے نہ ہی اس جسم کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

1: مرنے کے بعد انسان زندہ ہی رہتا ہے مگر لباس ومکان بدل لیتا ہے... جسد عنصری کا لباس اتار کر جسد مثالی کا لباس پہن لینے اور دار دنیا سے منتقل ہوکر دار برزخ میں پہنچ جانے سے بھی انسان نہیں مرتا۔(ندائے حق ج1ص17)

2: دنیا میں جو شخص مرتا ہے اس کی روح کا رشتہ اس مادی جسم سے ٹوٹ جاتا ہے یہ جسم فنا ہوجاتا ہے مگر مثالی اصلی جسم باقی رہتا ہے اس سے روح کا تعلق نہیں ٹوٹتا... راحت ورنج مسرت اور غم ہر وجدانی کیفیت اس کو محسوس کرتی ہے مگر اس کے باوجود یہ ظاہری مادی جسم نہیں رکھتا یہ جسم تو فنا ہوچکا ہوتا ہے... اس کا تو ہر احساس وادراک جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔(ندائے حق ج1ص101،100)

3: اس جسد عنصری میں بعد از دفن دوبارہ روح کا آنا اور میت کا قبر میں زندہ ہوجانا یہ کوئی مسئلہ نہیں۔(ندائے حق ج1ص225)

4: باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات واقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً واثباتاً ذکر اذکار ہے۔

(ندائے حق ج1ص555)

5: قبر وہ ہے جہاں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے وہی شرعی قبر ہے اور وہی روح کا ٹھکانہ ہے۔(عقیدۃ الامت ص31از شہاب الدین خالدی)

6: اللہ تعالیٰ اس عالم برزخ میں روح کو وہاں کے مناسب حال ایک جسم عطا فرماتے ہیں... اسی جسم مثالی میں روح قیامت تک رہے گی۔

(عقیدۃ الامت ص34)

7: شرعی قبر جس میں ثواب وعذاب ہوتا ہے وہ ہے جو جنت کے قریب ہے۔(عقیدۃ الامت ص36)

8: یعنی زمین وقبر بھی مثالی اور جسم بھی مثالی اور ثواب وعذاب بھی وہیں ہوگا۔(عقیدۃ الامت ص39)

9: اس جسم عنصری کو عذاب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس قبر میں عذاب ہوتا ہے... عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے جو اس جسم میں نہیں ہوتی۔

(عقیدۃ الامت ص525)

10: جمیعت اشاعت التوحید والسنۃ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی رو سے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح نکلنے کے بعد نہ تو وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے۔(عقائد علمائے اسلام ص91 مصنف شہاب الدین خالدی)

11: دور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے لیکر گذشتہ صدی تک کسی عالم، مفسر اور محدث وفقیہ نے اس جسم عنصری کے اندر روح کے لوٹنے کا قول نہیں کیا۔(عقائد علمائے اسلام ص221)

نوٹ: اشاعت والوں کی طرح کیپٹن مسعود الدین عثمانی بھی ثواب وعذاب قبر کی صحیح صورت کا منکر ہے چنانچہ کیپٹن نے اس موضوع پر مستقل ایک رسالہ "عذاب برزخ" لکھا جس میں کئی ایک مقامات پر اس عقیدہ کا انکار کیا ہے چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں

☼ یہی وہ اصلی قبر ہے جہاں روح کو دوسرے (برزخی) جسم میں ڈال کر قیامت تک رکھا جائے گا اور اسی پر راحت یا عذاب کا پورا دور گذرے گا۔ (عذاب برزخ:ص2)

☼ روحوں کو جسم (برزخی) ملتا ہے اور روح اور اس جسم کے مجموعہ پر راحت وعذاب کا دور گزرتا ہے... اس مجموعہ کو قیامت تک باقی رکھا جائے گا اور اس پر سارے حالات قیامت تک گزریں گے۔ (عذاب برزخ:ص6)

☼ سچی بات تو یہ ہے کہ جو شخص بھی وفات پاجاتا ہے اس کو حسب حیثیت ایک برزخی جسم ملتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال دیا جاتا ہے اور اس جسم اور روح کے مجموعہ پر سوال وجواب اور عذاب وثواب کے سارے حالات گذرتے ہیں اور یہی اس کی اصلی قبر بنتی ہے۔ (عذاب برزخ:ص9)

☼ اللہ کا فیصلہ ہے کہ قیامت سے پہلے مردہ جسم میں روح واپس نہیں آسکتی اور ظاہر ہے کہ بغیر روح کے عذاب وراحت بے معنی ہیں۔ (عذاب برزخ:ص17)

☼ امت کی بدنصیبی کہ آج عذاب قبر کے اس عظیم مسئلہ کو فروعی مسئلہ قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے حالانکہ دنیاوی قبر میں عذاب قبر کا اثبات حیات فی القبر کے ہم معنی اور قبرپرستی کے شرک کی اصل اور بنیاد ہے اسی لیے شیطان نے اس مسئلہ میں اس وقت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت مبارکہ ابھی دفن بھی نہ ہوئی تھی امت کے دوسرے نمبر کے بزرگ ترین ولی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فریب دینے کی کوشش کی تھی اللہ کا کرم کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دشمن اسلام کے اس وار کو اسی پر الٹ دیا اور دو صدیوں تک اس کی ایک نہ چلی، پھر 220ھ کے مسئلہ خلق قرآن کے ہیرو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر اس کا وار ہوا افسوس کہ وہ تاب نہ لاسکے اب ان کی شہرت اور ان کے ساتھ بے پناہ عقیدت کے سہارے اس ازلی دشمن کو قبرپرستی کے شرک کی بنیاد کہ مرنے والا دنیاوی قبر میں زندہ ہے امت کے عقیدہ میں داخل کرنے اور قائم رکھنے کا موقع مل گیا، پھر دنیا بھی لٹی اور آخرت بھی برباد ہوگئی، اور آج ہر طرف شرک وکفر کے سیاہ سائے راج کررہے ہیں۔ (عذاب برزخ:ص26)

☼ اب یہ بھی اس امت کی بدنصیبی ہے کہ اس کے اندر آج موت وحیات کے اس اہم اور بنیادی مسئلے کو فروعی مسئلہ قرار دیا جارہا ہے، حالانکہ دنیوی قبر میں عذاب کا ماننا دراصل حیات فی القبر کے عقیدے کی تصدیق کرنا ہے جو کہ قبرپرستی کے شرک کی بنیاد اور قرآن کا انکار ہے۔ (قبرپرستی کا شرک اور اس کی بنیاد:ص1)

☼ قیامت سے قبل دنیاوی جسم میں وح لوٹا کر تیسری زندگی کا تصور صریحا خلاف قرآن ہے۔ (قبرپرستی کا شرک اور اس کی بنیاد:ص11)

☼ اب اگر کوئی بضد ہو کہ اس مردے کے ساتھ جو مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہوجاتا ہے ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی نہیں رہتا، عذاب وراحت کا معاملہ اس زمینی گڑھے میں ہوتا ہے تو یہ محض جہالت، ضد اور ہٹ دھرمی اور قرآن وحدیث کا صریح انکار ہے جو یقیناً اللہ تعالی کے عذاب اور آخرت سے لاپرواہی کا ہی نتیجہ ہے قرآن کی نظر میں ایسے عقیدے کا حامل شخص سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن مومن نہیں ہوسکتا۔ (قبرپرستی کا شرک اور اس کی بنیاد:ص17)

عثمانی کی ان عبارات سے چند باتیں سامنے آتی ہیں:

1: قبر اس دنیاوالے گڑھے کا نام نہیں بلکہ علیین یا سجین کا نام ہے۔

2: برزخ صرف ارواح کے مقر کو کہتے ہیں۔

3: موت ودفن کے بعد اس دنیاوالے جسم میں نہ تو روح کا اعادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا تعلق ہوتا ہے۔

4: قبر میں سوال وجواب کے لئے روح کو دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں اور ثواب وعذاب بھی اسی جسم مثالی کو ہوتا ہے۔

5: دنیاوالے گڑھے کو قبر ماننا، روح کا اس جسم سے تعلق کا قائل ہونا اور اس جسم کی سزاو جزا کا عقیدہ رکھنا شرک کی بنیاد اور قرآن کریم کی مخالفت وانکار ہے۔

ہم ان شاء اللہ بالترتیب یہ چیزیں بیان کریں گے:

۱: تعیین قبر

۲: مفہوم برزخ

۳: اعادہ و تعلق روح (یعنی حیات فی القبر)

۴: عذاب وثواب جسم مع الروح

اگر قرآن کریم مع التفسیر، احادیث مبارکہ اور اسلاف کے اقوال کی روشنی میں یہ چار چیزیں ثابت ہو جائیں تو اہل اشاعت کی تردید کے ساتھ ساتھ عثمانی کے فتویٰ "قرآن کی مخالفت" کی تردید بھی خود بخود ہو جائے گی۔

آیات قرآنی اور مفہوم قبر

1:وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ.(سورة التوبة: 84)

2: وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ.(سورة الحج: 7)

3: وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ.(سورة فاطر: 22)

4: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (الممتحنة: 13)

5:ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ.(سورة عبس: 21)

6:وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ.(انفطار: 4)

7:أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ.(عاديات: 9)

8:حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ.(التكاثر: 2)

احادیث مبارکہ اور مفہوم قبر

حدیث 1:

عن عمرو بن حزم قال رآني رسول الله صلى الله عليه و سلم على قبر فقال: انزل عن القبر لا تؤذ صاحب القبر فلا يؤذيك. [شرح معانی الاثار ص329،328باب الجلوس علی القبور]

ترجمہ: حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر دیکھا تو فرمایا قبر سے نیچے اتر جاؤ قبر والے کو تکلیف نہ دو اور نہ وہ تمہیں تکلیف دے (یعنی اس کی وجہ سے تمہیں تکلیف نہ پہنچے)

حدیث 2:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا قَالَتْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَابرز قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

[بخاری ج1 ص177 بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ، صحیح مسلم ج1 ص201]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا یہود و نصاری پر اللہ تعالی کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مساجد بنالیں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ علیہ السلام کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی۔

حدیث 3:

عن عائشة قالت لما مات النجاشي كنا نتحدث أنه لا يزال يرى على قبره نور.

[سنن ابی داود ج 1 ص 364 باب فی النور یری عند قبر الشھید]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم یہ باتیں کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا تھا۔

حدیث 4:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى.

(صحیح بخاری ج 1 ص 171 باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو وہ عورت کہنے لگی اگر یہ مصیبت آپ پر آتی تو پتہ چلتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکی اس لئے یہ جملہ کہدیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ آپ علیہ السلام کے دروازے پر پہنچی وہاں اسے کوئی دربان نظر نہ آیا پھر اس نے عرض کیا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کی قیمت تو صدمہ کے شروع میں ہوتی ہے۔

حدیث 5:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ ثُمَّ يكون وَجْهَهُ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى المسجد فَفَعَلَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَنْزِلَهُ

[مصنف ابن ابی شیبہ ج 7 ص 395 باب مَنْ كَانَ يَأْتِي قَبْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيُسَلِّمَ، مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 383 باب السلام علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ معمول تھا کہ جب وہ سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو مسجد میں تشریف لاتے نماز پڑھتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر تشریف لاتے اور سلام عرض کرتے ۔ السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا ابا بكر، السلام عليك يا ابتاه، اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں آتے پھر یہی عمل کرتے اس کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوتے۔

حدیث 6:

عن عطاء بن أبي رباح سمعت عبد الله بن عمر سمعت النبي صلى الله عليه و سلم يقول : إذا مات أحدكم فلا تحبسوه و أسرعوا به إلى قبره و ليقرأ عند رأسه فاتحة الكتاب و عند رجليه بخاتمة البقرة في قبره. (شعب الایمان فصل فی زیارة القبور)

حدیث 7:

عن أبي هريرة أن امرأة سوداء كانت تقم المسجد أو شابا ففقدها رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأل عنها أو عنه فقالوا مات قال أفلا كنتم آذنتموني قال فكأنهم صغروا أمرها أو أمره فقال دلوني على قبره فدلوه فصلى عليها ثم قال إن هذه القبور مملوءة ظلمة على أهلها وإن الله عز وجل ينورها لهم بصلاتي عليهم.

[صحیح مسلم ج 1 ص 309 باب الصلاة علی القبر، صحیح بخاری ج 1 ص 65 باب كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ، سنن ابی داود ج 2 ص 103 باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ]

اہل لغت اور مفہوم قبر

1: القبر قبور مدفن الانسان، اقبرہ جعل له قبراً يدفن فيه... المقبرۃ ج مقابر موضع القبور، المقبری نسبة الی المقبرۃ.
(المنجد ص604)

2: القبر: آدمی کے دفن کا مقام؛ قبرج قبور. (المنجد عربی اردو ص772)

3: القبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ۔ (مصباح اللغات ص654)

4: قبر، بفتح اول وسکون دوم –تربت، گور، مدفن وہ گڑھا جس میں مردے کو دفن کرتے ہیں۔ (فیروز اللغات ص1004)

5: قبرت الميت، اقبرته؛ ای صيرت له قبرا يدفن فيه. (معجم الصحاح ص833)

6: المقبر مردے کو دفن کرنے کی جگہ۔ (القاموس الوحید ص126)

7: القبر المكان يدفن فيه الميت. (المعجم الوسيط ص762)

8: قبر: گور (بیان اللسان ص635)

9: القبر: قبر اسکی جمع المقابر ہے... قبر المیت اس نے میت کو دفن کر دیا اقبرہ اس نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا۔ (مختار الصحاح ص719)

10: قبر، تربت، گور، مزار، مدفن، مقبرہ. (رافع اللغات ص516)

حضرات اکابرین اور مفہوم قبر

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی:

☼ جب آدمی مر جاتا ہے اگر اس کو دفن کیا جائے تو دفنانے کے بعد اور اگر نہ دفنایا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں مومن اس کے صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے سے سویا رہتا ہے اور مردہ بے ایمان ہو تو وہ (لا ادری) کہتا ہے تو اس پر قیامت تک سخت عذاب رہتا ہے۔
(ملخص تسہیل بہشتی زیور ص43-44)

☼ جب مردہ کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کو مردہ کے پاس جانے سے نہیں روک سکتی۔
(احکام اسلام عقل کی نظر میں ص259)

☼ ایک سوال کا تفصیل جواب دیتے ہوئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں... وجہ دفع یہ ہے کہ حرق سے انعدام نہیں ہوتا استحالہ ہوتا ہے پس اجزاء باقی ہیں اور وہ اجزاء یہاں ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ حقیت قبر کی محل وجود میت ہے۔ (امداد الفتاوی ج4 ص467)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی:

☼ عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد جو بات سب سے پہلے پیش آتی ہے وہ منکر نکیر کا سوال ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب خویش و اقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں اور روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں۔ (عقائد اسلام ص59)

☼ كل موضع فيه مقره فهو قبره. (التعليق الصبيح ج1 ص106)

مولانا عبد الحق حقانی:

☼ پھر زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو اسکو بھینچ دے... پھر ہمیشہ اس کو قبر میں عذاب رہتا ہے... احادیث میں جزاء وسزاء کا مقام علیین اور سجین بھی آیا

ہے... ان احادیث میں اور جن میں قبر کے اندر ثواب وعقاب ثابت ہے کچھ مخالفت نہیں۔(عقائد اسلام ص169،168)

☼ قبر اسی جگہ کا نام ہے جہاں میت کے اجزاء پڑے ہیں خواہ حسی یعنی معروف قبر میں ہوں یا نہ ہوں۔(فتاوی حقانیہ ج1ص182)

☼ قبر اور برزخ دونوں ایک ہی نام ہیں۔(فتاوی حقانیہ ج1ص182)

منکرین کے دلائل کے جوابات:

دلیل نمبر1:

﴿ثم اماته فاقبره﴾ "اقبرہ" کا معنی "ادخله فی القبر" (اس کو قبر میں داخل کر دیا) ہے۔ جس طرح اماتہ کا معنی ہے اللہ نے اس کو موت دی اسی طرح "فاقبرہ" کا معنی اس کو قبر میں داخل کیا جس طرح اماتۃ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو اس طرح اقبار کا فاعل بھی خدا ہے سب کو مارنا بھی خدا کا کام ہے اور سب کو قبر میں داخل کرنا بھی اللہ کا کام ہے اگر زمین والا گڑھا مراد ہے تو جن کو پرندے کھا جائیں ان کی قبر نہیں بنی جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فاقبرہ. یہ ومن اصدق من الله قیلا کے خلاف ہوگا اور زمین والے گڑھے میں دفن کرنا بندوں کا فعل ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا اور اس آیت کا معنی امر بالاقبار کرنا ٹھیک نہیں۔(ندائے حق ملخصاً ص94)

جواب:

1: آیت کا سیاق وسباق دلیل ہے کہ اسی جسم کی قبر ہے۔

2: اگر کسی کو پرندے کھا جائیں ان کو قبر نصیب نہیں ہوئی تو یہ آیت منها خلقنا کم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ کے خلاف ہے اس وعدہ خداوندی کے مطابق ہر کسی نے زمین میں جانا ہے کوئی جلدی کوئی تاخیر سے جس پرندے کے پیٹ میں ہے اس نے بھی ایک دن مٹی میں جانا ہے۔

3: اماتت بھی خدا کا فعل نہیں بلکہ فرشتوں کا ہے ولو تریٰ اذیتوفی الذین کفروا الملائکہ اگر اقبرہ سے مراد علیین یا سجین لیں تو وہاں بھی ارواح کو لے کر جانا فرشتوں کا کام ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا الغرض جس طرح اماتہ کا معنی امر بالاماتۃ ہے اس طرح اقبرہ کا معنی امر بالاقبار ہے۔

4: باقی "اقبرہ" کا معنی امر بالاقبار (قبر میں رکھنے کا حکم دیا، قبر میں رکھوایا) اور زمین والا گڑھا خود ان علماء نے کیا ہے جن کو تم اپنا سمجھتے ہو۔ "پھر قبر میں رکھوا دیا اس کو"(جواہر القرآن ج3ص1345)

دلیل نمبر2:

انما مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يبكى عليها اهلها قال انهم يبكون عليها وانها لتعذب فى قبرها.

(صحیح بخاری ج1ص172 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببکاء اھلہ علیہ)

وہ عورت ابھی تک دفن نہ کی گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے معلوم ہوا کہ قبر روح کے مستقر کا نام ہے نہ کہ زمینی گڑھے کا۔

جواب

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الحديث اذالم تجمع طرقه لم يفهمه والحديث يفسر بعضه بعضا.(الجامع لاخلاق الراوی)

مکمل حدیث یوں ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه فذكر ذالك لعائشه فقالت

وھل یعنی ابن عمر انما مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ قبر فقال ان صاحب ھذا الیعذب واھلہ یبکون علیہ ثم قراءت ولا تزروازرۃ وزر اخریٰ،قال عن ابی معاویۃ علی قبری یھودی. (ابو داود ج2 ص90 باب فی النوح کتاب الجنائز)

1: اس تفصیلی روایت معلوم ہوا کہ آپ کا گزر یہودی کی قبر پر ہوا۔

2: بخاری کی روایت میں ہے انہا لتعذب فی قبرھا تعذب مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال کے لیے آتا ہے دیگر روایات کی وجہ سے اس کا معنی یہ ہو گا کہ اس یہودی کو عنقریب قبر میں عذاب دیا جائے گا۔

3: مرنے کے بعد اور دفن سے پہلے جو عذاب وثواب ہوتا ہے اس کو بھی تغلیباً عذاب وثواب قبر کہا جاتا ہے۔

4: یہ حدیث تو خود منکرین کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں ہے کہ آپ کا گزر اس مردہ کے جسم پر ہوا نہ کہ روح پر معلوم ہوا کہ عذاب جسد کو ہو رہا تھا جبکہ منکرین عذاب روح کے قائل ہیں۔

5: اگر کسی چیز کا وقوع یقینی ہو تو اس کو وقوع سے تعبیر کر دیا جاتا ہے اگرچہ اس کا ابھی تک وقوع نہ ہوا ہو۔

شبہ: بعض اکابرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔

جواب: اکابرین کا قول دشمنان اسلام کے اعتراضات کا جواب ہے۔

اعتراض یہ ہے کہ اسلام عذاب قبر کا نظریہ بیان کرتا ہے اور قبر کہتے ہیں جہاں انسان کو دفن کیا جائے اگر کسی کو زمین والی قبر نہ ملے بلکہ اس کو جلا کر راکھ بہادی جائے یا کسی کو درندے کھا جائیں یا کسی کی لاش کو الماری میں رکھ دیا جائے تو اس کو عذاب قبر کیسے ہو گا؟

تو علماء نے اس کا جواب دیا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا ہی نہیں بلکہ مراد عالم برزخ ہے کہ آدمی مرنے کے بعد عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک کا زمانہ عالم برزخ کہلاتا ہے اس دوران انسان جہاں بھی ہو (چاہے دفن ہو یا درندے کے پیٹ میں ہو) وہ عالم برزخ میں ہو گا۔ تو علماء نے قبر سے مراد برزخ سے لے کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کر دی نہ کہ اس زمینی حقیقی قبر کا انکار کیا۔ الغرض قبر میت کے لیے ظرف مکان ہے اور برزخ ظرف زمان ہے جن میں کوئی منافات نہیں۔

مفہوم برزخ

لغت:

برزخ کا لغوی معنی ہے: پردہ، رکاوٹ۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے:

1: وَمِنۡ وَّرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ (المومنون100)

2: بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيٰنِ (الرحمان20)

اہل لغت نے بھی برزخ کا یہی معنی کیا ہے:

البرزخ الحاجز بین الشیئین [القاموس المحیط ص318]

البرزخ دو چیزوں کی درمیان کی روک [مصباح اللغات ص56]

البَرْزَخُ ما بَيْنَ كُلِّ شَيْئَيْنِ [فقہ اللغۃ ص65]

اصطلاح:

البَرْزَخُ ما بين كل شيئين وفي الصحاح الحاجز بين الشيئين والبَرْزَخُ ما بين الدنيا والآخرة قبل الحشر من وقت الموت إلى البعث فمن مات فقد دخل البَرْزَخَ. (لسان العرب ج3 ص8)

اقسام برزخ

البرزخ على ثلاثة أقسام : مكان ، وزمان ، وحال . فالمكان من القبر إلى عليين تعمره أرواح السعداء . ومن القبر إلى سجين تعمره أرواح الأشقياء ، وأما الزمان فهو مدة بقاء الخلق فيه من أول من مات أو يموت من الجن والإنس إلى يوم يبعثون. وأما الحال فإما منعمة ، وإما معذبة أو محبوسة حتى تتخلص بالسؤال من الملكين الفتانين. (الحاوی للفتاوی ج2ص175)

قبر اور برزخ میں نسبت

قبر اور برزخ میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کل قبر برزخ---وبعض البرزخ قبر---وبعض البرزخ لیس بقبر پس قبر جہاں بھی ہوگی برزخ وہاں ضرور پایا جائے گا۔

قبر اور برزخ میں تضاد اور تنافی نہیں ہے

برزخ، قبر سمیت مردے کے ہر مقام کو شامل ہے اور قبر برزخ کے مفہوم میں داخل ہے لہذا ان دونوں میں کسی قسم کا تضاد اور تنافی نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ "النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا" کے تحت لکھتے ہیں:

وھذہ الایۃ اصل کبیر فی استدلال اھل السنۃ علی عذاب البرزخ فی القبور.

کہ یہ آیت قبر میں عذاب قبر کے اثبات کے سلسلہ میں اہل سنت کے لیے بہت بڑا قاعدہ اور ضابطہ ہے۔ لہذا ہر مردہ بیک وقت قبر میں بھی ہو سکتا ہے اور برزخ میں بھی کیونکہ قبر مردے کے لیے ظرف مکان ہے اور برزخ ظرف زمان ہے ایک آدمی بیک وقت مکان اور زمان دونوں میں ہو سکتا ہے۔

اس کی عام فہم مثال:

کوئی شخص رات کے وقت مسجد میں بیٹھا ہو تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مسجد میں بھی ہے اور رات میں بھی ہے کیونکہ مسجد مکان ہے اور رات زمان ہے معلوم ہوا کہ مکان اور زمان دونوں جمع ہو سکتے ہیں ان میں کوئی تضاد نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سورۃ نازعات کی آیت فالمدبرات امرا کے تحت فرماتے ہیں:

موت کے وقت فرشتوں کا آنا اور انسان کی روح قبض کر کے آسمان کی طرف لے جانا پھر اس کے اچھے یا برے ٹھکانے پر جلدی سے پہنچا دینا اور وہاں ثواب یا عذاب تکلیف یا راحت کے انتظامات کر دینا ان آیات مذکورہ سے ثابت ہو گیا یہ عذاب وثواب قبر یعنی برزخ میں ہوگا۔

(معارف القرآن ج8 ص665)

قبر اور برزخ دونوں ایک ہی نام ہیں۔ (فتاوی حقانیہ ج1 ص18)

اعادہ و تعلق روح؛ یعنی حیات فی القبر

آیت نمبر1:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ

[ابراھیم27]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی اور ظالم لوگوں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ (اپنی حکمت کے مطابق) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تفسیر:

وأخرج البزار عن عائشة قالت : قلت یارسول الله تبتلی هذه الأمة فی قبورها فکیف بی وأنا امرأة ضعیفة قال یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة[الدر المنثورج8ص525]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ اس امت کو قبروں میں آزمایاجائے گامیری کیاحالت ہوگی میں تو کمزور سی عورت ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة "

آپ علیہ السلام کے اس تسلی والے فرمان سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں لفظ آخرت سے مراد قبر کی زندگی ہے جہاں کے عذاب سے اللہ کلمہ کے مطابق زندگی گزارنے والوں کو محفوظ فرماتے ہیں۔

فائدہ :اکثر مفسرین نے اس آیت کو ثواب وعذاب قبر کے متعلق قرار دیاہے اور اس آیت کے تحت مرفوع اور موقوف احادیث نقل کرکے اعادہ وتعلق روح کو ذکر کیاہے جس سے قبر کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔(دیکھئے تفسیر طبری ج8ص253،تفسیر بغوی ج3ص35،تفسیر کشاف ج2ص520،المحررالوجیزلابی محمد عبدالحق الاندلسی ج3ص337،تفسیر بیضاوی ج1ص518،تفسیر مدارک ج1ص452،تفسیر خازن ج3ص84،تفسیر ابن کثیر ج2ص691،الدرالمنثور لسیوطی ج4ص148،تفسیر ابوالسعود ج5ص52،البحر المدید ج3ص370)

آیت نمبر2:

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ.(الجاثیہ26)

ترجمہ::اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجیے اللہ ہی تمہیں زندگی دیتاہے پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

تفسیر:

قُلِ } یا محمد لأبی جهل وأصحابه { الله يُحْيِيكُمْ } فی القبر { ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } فی القبر { ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ القيامة } ويقال قل الله يميتكم مقدم ومؤخر ثم يجمعكم إلى يوم القيامة { لاَ رَيْبَ فِيهِ } لا شك فيه { ولكن أَكْثَرَ الناس } أهل مكة { لاَ يَعْلَمُونَ } ذلك ولا يصدقون.[تفسیر ابن عباس2ص22]

ترجمہ:سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل اور دوسرے کفار سے کہدیں اللہ تمہیں قبر میں زندہ کرے گا{سوال وجواب کے بعد} تمہیں قبر میں موت دے گا پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا بعض حضرات کے نزدیک اس آیت میں تھوڑی سی تقدیم وتاخیر ہے {ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } پہلے ہے اور {يُحْيِيكُمْ } بعد میں ہے اب آیت کا معنیٰ ہوگا اللہ تمہیں دنیا میں موت دیں گے پھر قبر میں زندہ کریں گے ، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر اہل مکہ اس بات کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ:

حدیث1:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث مروی ہے جسے کئی محدثین نے نقل کیاہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت پیش آنے والے حالات وواقعات،موت کے وقت مومن وکافر کی کیفیت موت کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات کو تفصیلاً بیان فرمایاہے اس طویل حدیث میں قبر کے زندگی کو بیان کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا: فتعاد روحه فی جسده.

سوال وجواب کے وقت میت کی روح پھر اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔

(مسند احمد رقم الحدیث 18534، شعب الایمان ج1 ص357، 356 رقم الحدیث 395 فصل فی عذاب القبر، اتحاف الخیرۃ المھرۃ ج2 ص437 رقم الحدیث 1850 باب قبض روح المؤمن والکافر، سنن ابی داود ج2 ص306 باب فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص381 رقم الحدیث 12185 باب فِي نفس الْمُؤْمِنِ كَيْفَ تَخْرُجُ وَنَفْسِ الْكَافِرِ، مسند ابو داود طیالسی ج2 ص109 رقم الحدیث 789، المستدرک ج1 ص200، 199 رقم الحدیث 114 مشکوۃ المصابیح ج1 ص28 باب اِثبات عذاب القبر)

مصححین ومستدلین حدیث:

حضرات ائمہ کی بہت بڑی تعداد نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس سے قبر کی زندگی کے اثبات پر استدلال کیا ہے مثلاً

1: قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ. (شعب الایمان ج1 ص357)

2: وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ الأصبهاني: وَأَمَّا حَدِيثُ الْبَرَاءِ رَوَاهُ الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زاذان عَنْ الْبَرَاءِ فَحَدِيثٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ عَنْ الْمِنْهَالِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَرَوَاهُ عَنْ الْبَرَاءِ: عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ وَغَيْرُهُمَا وَرَوَاهُ عَنْ زاذان عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ. قَالَ: وَهُوَ حَدِيثٌ أَجْمَعَ رُوَاةُ الْأَثَرِ عَلَى شُهْرَتِهِ وَاسْتِفَاضَتِهِ وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ منده: هَذَا الْحَدِيثُ إسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ الْبَرَاءِ. (مجموع الفتاوى ج5ص216)

3: هذا حديث ثابت مشهور مستفيض صححه جماعة من الحفاظ ولا نعلم أحدا من أئمة الحديث طعن فيه بل رووه في كتبهم وتلقوه بالقبول وجعلوه أصلا من أصول الدين في عذاب القبر ونعيمه ومساءلة منكر ونكير وقبض الأرواح وصعودها إلى بين يدي الله ثم رجوعها إلى القبر. (كتاب الروح ص48)

4: امام هيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد ج3ص170باب السؤال في القبر)

5: امام تقي الدين سبكي ورجال اسناده كلهم ثقات. (شفاء السقام ص201)

6: قال الامام الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين. (المستدرك ج1ص201)

نوٹ: اس روایت کے راوی ابو معاویہ پر بعض حضرات نے اضطراب کی جرح کی ھے لیکن وہ جرح یہاں نہیں چل سکتی کیونکہ بتصریح ائمہ ابو معاویہ کی ان روایات میں اضطراب ہے جو اعمش کے علاوہ سے مروی ہوں۔

أبو معاوية الضرير صدوق وهو في الأعمش ثقة وفي غير الأعمش فيه اضطراب. (تاريخ بغداد ج2ص115)

اور یہ روایت امام اعمش سے ہی مروی ہے نیز یاد رہے کہ صحیح مسلم میں سبز پرندوں والی روایت بھی ابو معاویہ عن اعمش کے طریق سے مروی ہے

حدیث 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ.

(صحیح بخاری ج ص باب حَدِيثُ الْغَارِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی تھا جو بہت گناہگار تھا جب اسے موت آنے لگی تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاوں تو مجھے جلا دینا پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا اور مجھے ہوا میں اڑا دینا قسم بخدا اگر میں اپنے رب کی پکڑ میں آ گیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو بھی نہیں دیا ہو گا چنانچہ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا گیا، اللہ رب العزت نے زمین کو حکم دیا کہ اس بندے کے ذرات جہاں کہیں بھی ہیں ان کو جمع کر دے زمین نے اس کے ذرات جمع کر دیے تو وہ زندہ کھڑا ہو گیا اللہ تعالی

نے فرمایا تونے یہ کام کیوں کیا؟ ایسی وصیت کیوں کی؟ تو وہ کہنے لگا اے میرے رب میں نے تیرے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا تھا چنانچہ اللہ تعالی نے اس بخش دیا۔

ملاحظہ فرمائیں اگر موت کے بعد سوال وجواب اور اس کے بعد ثواب وعذاب کا تعلق اس دنیاوالے جسم سے نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اسی دنیوی جسم کو دوبارہ کیوں زندہ فرمایا؟ اس کی روح تو محفوظ تھی اسی سے سوال وجواب کر لیتے.

حدیث 3:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ. (سنن ابی داود باب الاِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الاِنْصِرَافِ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو تھوڑی دیر وہی ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس سے ابھی سوال کیے جائیں گے۔

اور سوال زندہ سے کیا جاتا ہے۔

علماء اسلام اور اعادہ و تعلق روح

[یعنی حیات فی القبر]

1: امام اعظم ابو حنیفہ

وسؤال منكر ونكير حق كائن فى القبر وإعادة الروح إلى الجسد فى قبره حق وضغطة القبر وعذابه حق كائن للكفار كلهم ولبعض عصاة المؤمنين حق جائز. [الفقہ الاکبر ص 65، القول الفصل شرح الفقہ الاکبر ص 379 لامام محی الدین محمد بن بھاء الدین م 956ھ]

2: امام احمد بن حنبل

والايمان بالحوض والشفاعة والايمان بمنكرونكيروعذاب القبروالايمان بملك الموت بقبض الارواح ثم ترد فى الاجسادفى القبورفيسألون عن الايمان والتوحيد. [کتاب الصلوۃ ص 45 بحوالہ تسکین الصدور ص 155]

3: امام نووی

ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد اعادة الروح إليه أو إلى جزء منه وخالف فيه محمد بن جرير وعبد الله بن كرام وطائفة فقالوا لايشترط إعادة الروح قال أصحابنا هذا فاسد لأن الألم والاحساس إنما يكون فى الحى قال أصحابنا ولايمنع من ذلك كون الميت قد تفرقت اجزاؤه كما نشاهد فى العادة أو أكلته السباع أو حيتان البحر أو نحو ذلك فكما أن الله تعالى يعيده للحشر وهو سبحانه وتعالى قادر على ذلك فكذا يعيد الحياة إلى جزء منه او أجزاء وان أكلته السباع والحيتان فان قيل فنحن نشاهد الميت على حاله فى قبره فكيف يسأل ويقعد ويضرب بمطارق من حديد ولايظهر له أثر فالجواب أن ذلك غير ممتنع بل له نظير فى العادة وهو النائم فانه يجد لذة وآلاما لانحس نحن شيئا منها و كذا يجد اليقظان لذة وآلما لما يسمعه أو يفكر فيه ولايشاهد ذلك جليسه منه و كذا كان جبرائيل يأتى النبى صلى الله عليه و سلم فيخبره بالوحى الكريم ولايدركه الحاضرون وكل هذا ظاهر جلى قال أصحابنا وأما اقعاده المذكور فى الحديث فيحتمل أن يكون مختصا بالمقبور دون المنبوذ ومن أكلته السباع والحيتان وأما ضربه بالمطارق فلا يمتنع أن يوسع له فى قبره فيقعد ويضرب والله أعلم. [شرح مسلم ج 2 ص 386]

4:حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

وقد أخذ بن جرير وجماعة من الكرامية من هذه القصة أن السؤال فى القبر يقع على البدن فقط وأن الله يخلق فيه ادراكا بحيث يسمع ويعلم ويلذ ويألم وذهب بن حزم وبن هبيرة إلى أن السؤال يقع على الروح فقط من غير عود إلى الجسد وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح إلى الجسد أو بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذلك اختصاص ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تتفرق اجزاؤه لأن الله قادر أن يعيد الحياة إلى جزء من الجسد ويقع عليه السؤال كما هو قادر على أن يجمع أجزاءه.(فتح البارى شرح بخارى ج3ص235 باب ما جاء فى عذاب القبر)

5:علامہ عینی رحمہ اللہ

وإذا جاز أن يكونوا سامعين إما بآذان رؤوسهم إذا قلنا إن الأرواح تعاد إلى الأجساد عند المسألة وهو قول الأكثر من أهل السنة. (عمدۃ القاری شرح بخاری ج12 ص30 باب قتل أبي جهل)

6سلطان المحدثین ملا علی قاری حنفی

فتعاد روحه فى جسده ظاهر الحديث أن عود الروح إلى جميع أجزاء بدنه فلا التفات إلى قول البعض بأن العود إنما يكون إلى البعض ولا إلى قول ابن حجر إلى نصفه فإنه لا يصح أن يقال من قبل العقل بل يحتاج إلى صحة النقل

(مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج5 ص355)

واعادة الروح اى ردها اوتعلقها الى العبد اى جسده بجميع اجزائه اوببعضها مجتمعة اومتفرقة فى قبره حق

(شرح الفقہ الاکبر ص120)

واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله يخلق فى الميت نوع حيوة فى القبر قدر مايتألم ويتلذذ. (شرح الفقہ الاکبر ص121)

7علامہ آلوسی حنفی

والجمهور على عود الروح إلى الجسد أو بعضه وقت السؤال على وجه لا يحس به أهل الدنيا إلا من شاء الله تعالى

(تفسیر روح المعانی ج21 ص57)

8حافظ ابن تیمیہ

فَقَدْ صَرَّحَ الْحَدِيثُ بِإِعَادَةِ الرُّوحِ إلَى الْجَسَدِ وَبِاخْتِلَافِ أَضْلَاعِهِ وَهَذَا بَيِّنٌ فِي أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى الرُّوحِ وَالْبَدَنِ مُجْتَمِعَيْنِ

(مجموع الفتاوی ج4 ص151)

9حافظ ابن قیم

المسألة السادسة وهى أن الروح هل تعاد إلى الميت فى قبره وقت السؤال أم لا .... فقد كفانا رسول الله أمر هذه المسالة وأغنانا عن أقوال الناس حيث صرح بأعادة الروح إليه. (کتاب الروح ص48)

ایک حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں

ففيه أن الأرواح تعاد إلى القبر وأن الملكين يجلسان الميت. (كتاب الروح ص55)

10امام قرطبی

الإيمان بعذاب القبر و فتنته : واجب و التصديق به : لازم حسب ما أخبر به الصادق و أن الله تعالى يحيى العبد المكلف فى قبره برد الحياة إليه و يجعله من العقل فى مثل الوصف الذى عاش عليه ليعقل ما يسأل عنه و ما يجيب به و يفهم ما

أتاه من ربه و ما أعد له فی قبره من کرامة أو هوان و بهذا نطقت الأخبار عن النبی المختار صلی الله علیه و سلم و علی آله آناء اللیل و أطراف النهار و هذا مذهب أهل السنة و الذی علیه الجماعة من أهل الملة و لم تفهم الصحابة الذین نزل القرآن بلسانهم و لغتهم من نبیهم علیه السلام غیر ما ذکرنا و کذلك التابعون بعدهم إلی هلم جرا. (التذکرہ للقرطبی ص160)

11: مولنا عبد العزیز فرهاروی

ان الاحادیث الصحیحة ناطقة بان الروح یعاد فی الجسد عند السوال. (النبراس شرح شرح العقائد ص209)

12: امام تقی الدین سبکی شافعی

وقد ورد عن البراء بن عازب حدیث طویل جامع لاحکام الموتی وفیه التصریح بعود الروح الی الجسد

(شفاء السقام ص420)

وبالجملة فهذا کلام لاوجه له ولاشك فی ثقة المنهال بن عمرو وانه ممن یحتج بحدیثه ولامعنی لانکار عود الروح وتضعیفه بالمنهال بن عمرو مع دلالة بقیة الاحادیث المتفق علیها علی السماع والکلام والقعود وغیرها مما یستلزم الحیاة وعود الروح. (شفاء السقام ص424)

وقد اجمع اهل السنة علی اثبات الحیاة فی القبور. (شفاء السقام ص425)

علماء دیوبند اور اعادہ و تعلق روح

[یعنی حیات فی القبر]

1 مولانا محمد قاسم نانوتوی

ادہر بعد مرگ روح کو جسم خاکی سے بہت کم علاقہ رہ گیا اور جو کچھ تھا بھی تو جسم مذکور کی شکل وصورت کے بگڑ جانے سے اس کو اور بھی گھٹا دیا۔

(جمال قاسمی ص11)

2 مفتی محمود حسن گنگوہی

جسم میت کو قبر میں رکھنے کے بعد روح کا اس میں داخل کیا جانا اور پھر سوال وجواب کا ہونا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر وہ روح اس جسم میں اس طرح نہیں رہتی جس طرح دنیا میں رہتی تھی، البتہ اس جسم سے ایک قسم کا تعلق رہتا ہے بہر حال روح برزخ میں رہتی ہے۔

(فتاوی محمودیہ ج1 ص560،561)

سوال: مرنے کے بعد روح کا تعلق قبر سے کب تک رہتا ہے۔

جواب: نفس تعلق، قبر سے بعث تک رہے گا بعض اوقات میں یہ تعلق قوی ہو جاتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج1 ص602)

سوال: کیا مرنے والے کی روح ہر پنج شنبہ کو مکان یا قبر پر آتی ہے

جواب: مکان پر آنے کی کوئی روایت معتبر نہیں البتہ قبر سے تعلق قوی ہو جاتا ہے۔[فتاوی محمودیہ ج1 ص604]

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

دفن کے وقت قبر میں داخل ہو کر جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور سوال وجواب قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔[فتاوی محمودیہ ج1 ص605]

میت کو قبر میں رکھنے اور دفن کرنے کے بعد فرشتے آکر اس کی روح اس میں داخل کرکے اس کو بٹھا دیتے ہیں۔[ج1 ص606]

سوال: قبر سے مراد یہ قبر ہے جس میں میت کو داخل کیا جاتا ہے یا کوئی اور عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے یا کسی اور جگہ سوالات کے وقت منکر نکیر فرشتوں کا جو ذکر احادیث میں آیا ہے اسی قبر میں سوالات اسی جسد عنصری سے متعلق روح سے کیے جاتے ہیں یا صرف روح سے۔
[فتاوی محمودیہ ج1ص534]

جواب: قبر میں فرشتے آکر روح کو جسم میں داخل کرتے ہیں تب سوال وجواب کیا جاتا ہے، عامۃً یہ اسی قبر میں ہوتا ہے
[فتاوی محمودیہ ج1ص536]

3حضرت تھانوی

بعض کا قول ہے ارواح مومنین علیین اور ارواح کفار سجین میں رہتی ہیں اور قبر جسد عنصری سے بھی ان کو تعلق رہتا ہے... لیکن ان مقامات میں ارواح مقید نہیں ہیں بلکہ ان کو اپنے جسد اول سے اور قبر سے بھی تعلق رہتا ہے۔[امداد الاحکام ج1ص817،818]

حضرت تھانوی رحمہ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ الی الارض منافی اس قرار فی الجنۃ کے نہیں یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہو پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ یہ اعادہ اور قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو۔کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ جسد اصلی حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نعم والم کا ہو سکے۔۔۔۔الخ[امداد الفتاوی ج5ص424]

دوسری جگہ فرماتے ہیں: البتہ اجزائے جسد یہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے۔[امداد الفتاوی ج6ص129]

4مفتی عزیزالرحمن صاحب

قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور استقرار اصل علیین یا سجین ہے۔[فتاوی دارالعلوم ج5ص289]

جسم سے روح کا تعلق رہتا ہے۔[فتاوی دارالعلوم ج5ص311]

5مولانالدھیانوی شہید رحمہ اللہ

باقی یہ خیال غلط ہے کہ قبر میں جسم بالکل معدوم ہو جاتا ہے جسم مٹی بن جاتا ہے اور مٹی کے ان ذرات کے ساتھ[خواہ وہ کہیں کہ کہیں منتشر ہو جائیں]روح کا تعلق باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے برزخ میں[یعنی روز محشر سے پہلے]عذاب وراحت کا سلسلہ رہتا ہے۔
[آپ کے مسائل اور ان کا حل ج4ص341]

6علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

:وقوله السلام عليكم اشارة الى انهم يعرفون الزائر ويدركون كلامه وسلامه.[فتح الملہم ج1ص413]

7مفتی رشید احمد صاحب:

سوال: قبر میں انسان کا صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے تو عذاب قبر کس چیز پر ہوتا ہے۔

جواب: بعض علماء کا خیال ہے عذاب فقط روح کو ہوتا ہے روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ عذاب روح وجسد دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ مردے کا قبر میں جاکر زندہ ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے۔۔۔۔روایت میں نکیرین کے بارے میں یقعدانہ کا لفظ وغیر من الروایات بھی اعادہ روح پر دال ہیں۔۔۔مگر صحیح یہ ہے کہ جسم مادی ہی میں روح کا اعادہ ہوتا ہے مگر اسے ہم معلوم نہیں کر سکتے جیسا کہ خواب میں کسی کو تکلیف ہو رہی ہو بلکہ یقظان کو تخیل و تفکر کی وجہ سے سرور یا غم لاحق ہو ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ جسم اگرچہ مٹی ہو جائے تب بھی احادیث سے ثابت ہے کہ ریڑھ کی ہڈی مٹی نہیں ہوتی تو اسی کا احیا ہو سکتا ہے بالفرض سارا جسم مٹی ہو جائے تب بھی جسم کی ہیئت وصورت بدل گئی اس کا اصل

مادہ تو باقی ہے پس مٹی ہو جانے کے بعد بھی ان اجزاء میں ایسے طریق سے اعادہ روح کہ ہم اسے معلوم نہ کر سکیں قدرت باری سے خارج نہیں۔[احسن الفتاوی ج4ص204]

8مولانا خیر محمد جالندھری

سلف کا ایک مسلک عود روح کا ہے بلکہ ظاہر حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔[خیر الفتاوی ج1ص179]

9علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح.[فیض الباری ج1ص185]

حق تعالیٰ بندہ کو[قبر وبرزخ میں]زندہ کریں گے اور اس کو حیات وعقل واپس دیں گے یہی احادیث واخبار سے ثابت ہے اور یہی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے۔[انوار الباری ج8ص34]

10نواب قطب الدین

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معذب مردہ کے جسم میں بار بار روح ڈالی جاتی ہے تا کہ اس پر عذاب شدید سے شدید ہو سکے اور یہ اس چیز کا انجام ہے کہ وہ دنیا میں عذاب قبر کا انکار کیا کرتا تھا اور اس کو جھٹلایا کرتا تھا۔[مظاہر حق ج1ص186]

11

جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ روح مع الجسد پر ہوتا ہے یعنی جسد عنصری کے ساتھ روح کا اس درجے میں تعلق ہوتا ہے کہ جسم میں ایک قسم کی حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ عذاب ونعمت کا ادراک کر سکتا ہے۔

[ایضاح المشکوۃ ج1ص204مولف مولانا رفیق احمد رفیق تقریظ مولانا انظر شاہ کشمیری، شامزی صاحب]

12مولانا نصیر احمد غور غشی:

آپ بھی تعلق روح کے قائل ہیں۔[حاشیہ مشکوۃ ج1ص26حاشیہ4]

13:حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ثابت ہوا کہ روح باقی رہتی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق بدن کے اجزاء کے ساتھ بدن کی مفارقت کرنے کے بعد اور اس بدن کی کیفیت متغیر ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔[فتاوی عزیزی اردو ص192]

14مولانا سہارنپوری رحمہ اللہ

وتعاد روحه فی جسده بعد دفنه فی القبر.[بذل المجہود ج5ص288]

15شیخ سرفراز خان صفدر

اعادہ روح مسلک جمہور[تسکین الصدور]

16مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ:

جب خویش واقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں۔[عقائد اسلام ص59]

منکرین حیات فی القبر کے چند شبہات کے جوابات

شبہ نمبر1: اعادہ روح کا عقیدہ آیت قرآنی اللہ یتوفی الانفس حین موتھا کے خلاف ہے۔

جواب نمبر1:

قبض روح کا ذکر آیت میں ہے تو اعادہ روح کا ذکر بھی آیت میں ہے کما مر۔

جواب نمبر2:

حدیث متواتر سے اعادہ روح ثابت ہے جس پیغمبر علیہ السلام پر آیت نازل ہوئی انہوں نے وضاحت کی کہ قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے۔

جواب نمبر3:

اس آیت میں قبض روح کا جو بیان ہے وہ عالم دنیا کے اعتبار سے ہے، امساک وارسال روح دونوں عالم دنیا کے عمل ہیں جہاں ارسال کا تحقق ہوتا ہے وہیں تک امساک کی مدت ہے، قبر میں روح کا لوٹنا یہ عالم قبر وبرزخ کا معاملہ ہے جس کی اس آیت میں نفی نہیں۔ الحاصل جس اعادہ کی اس آیت میں نفی ہے اس کے ہم قائل نہیں، جس کے ہم قائل ہیں اس کی نفی نہیں۔

جواب نمبر4:

جس آیت میں اعادہ تصرف کی نفی ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يقبضها عن الابدان بأن يقطع تعلقها تعلق التصرف. (روح المعانی)"

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

وأما قوله تعالى الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى فإمساكه سبحانه التي قضى عليها الموت لا ينافي ردها إلى جسدها الميت في وقت ما ردا عارضا لا يوجب له الحياة المعهودة في الدنيا. (کتاب الروح ص53)

جواب نمبر5:

اس آیت میں ہے کہ سونے اور مرنے والے کی روح جسم میں نہیں ہوتی تو جس طرح سونے والا زندہ ہے اور تعلق روح کی وجہ سے دکھ درد اور خوشی محسوس کرتا ہے اس طرح مرنے والا بھی تعلق روح کی وجہ سے عذاب وثواب محسوس کرتا ہے۔

جواب نمبر6:

اگر اس آیت سے جسم عنصری میں اعادہ کی نفی ہوتی ہے تو جسم مثالی میں دخول روح کا اثبات کیسے ہوتا ہے

فائدہ:

تعلق، عدم تعلق کی بحث کرتے ہوئے مولف جواہر القرآن تحریر فرماتے ہیں کہ اس بارے میں سکوت احوط ہے۔

(جواہر القرآن ص194)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیت تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر جماعت مختلف عنوان کے ساتھ اس کی قائل ہے۔ (جواہر القرآن ص194)

اگر بر سبیل تسلیم قرآن کریم میں اعادہ روح یا تعلق کی نفی ہوتی تو اس بارے میں مولف جواہر القرآن سکوت کو احوط نہ فرماتے۔ نیز اس تعلق کے قائل کو نا قابل ملامت کبھی بھی نہ فرماتے کیونکہ جس شخص کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہو تو یقیناً وہ قابل ملامت ہے۔ حضرت شیخ القرآن کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ اعادہ و تعلق روح کا نظریہ قرآن کریم کی کسی آیت کے خلاف نہیں بلکہ یہ تو کتاب مع التفسیر، احادیث مبارکہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ نیز یاد رہے کہ اعادہ روح بھی تعلق کی ایک نامعلوم الکیفیت قسم ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

شبہ نمبر2: قرآن کریم کی آیت ہے: ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین. (سورۃ مومن:11)

اگر قبر میں اعادہ روح مانا جائے تو تین زندگیاں بنتی ہیں جو کہ نص کے خلاف ہے۔

جواب نمبر1: قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اللہ نے فرمایا: انزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیهم پیغمبر علیہ السلام نے تعادہ روحه فی جسدہ سے قبر کی زندگی کی وضاحت کر دی۔

جواب نمبر2: ایسی زندگی جس میں انسان تصرف کر سکتا ہے وہ دو ہیں قبر کی زندگی تو آخرت کی زندگی کا مقدمہ ہے جس میں اجزء میت سے روح کا صرف مجہول الکیفیت تعلق رہتا ہے یہ زندگی کوئی مستقل زندگی نہیں جس طرح ماں کے پیٹ میں ملنے والی زندگی مستقل نہیں بلکہ دنیاوی زندگی کا مقدمہ ہے۔

جواب نمبر3: اگر جسم عنصری سے تعلق روح ماننے کی وجہ سے اس آیت کی مخالفت لازم آتی ہے تو جسم مثالی میں دخول و حلول روح کی صورت میں مخالفت کیوں نہیں۔

شبہ: حدثنی عن مالك عن بن شهاب عن عبد الرحمن بن کعب بن مالك الأنصاری أنه أخبره أن أباه کعب بن مالك کان یحدث أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إنما نسمة المؤمن طیر یعلق فی شجر الجنة حتی یرجعه الله إلی جسدہ یوم یبعثه

(موطا امام مالک باب جامع الجنائز: ص221)

جواب: قال العلامه المحدث علی القاری حتی یرجعه الله فی جسدہ أی یردہ إلیه ردا کاملا فی بدنه یوم یبعثه.

(مرقات شرح مشکوۃ ج5 ص365 باب مایقال عند من حضرہ الموت)

ثبوت ثواب وعذاب قبر از قرآن مع التفسیر

آیت1:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ. (الانعام 93)

مستدلین:

1: عظیم محدث حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری م256ھ نے اس آیت کریمہ سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں: باب ما جاء فی عذاب القبر وقول الله تعالی ولو تری إذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطو أیدیهم أخرجوا أنفسکم الیوم تجزون عذاب الهون. (صحیح بخاری ج1 ص183)

2: امام شمس الدین ابو عبد اللہ بن قیم الجوزیہ م751ھ ایک سوال کہ "قرآن کریم میں عذاب وثواب قبر کا ذکر کیوں نہیں؟" کے جواب

میں فرماتے ہیں:

وأما الجواب المفصل فهو أن نعيم البرزخ وعذابه مذكور في القرآن في غير موضع فمنها قوله تعالى ولو ترى إذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطو أيديهم أخرجوا أنفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق و كنتم عن اياته تستكبرون وهذا خطاب لهم عند الموت وقد أخبرت الملائكة وهم الصادقون أنهم حينئذ يجزون عذاب الهون ولو تأخر عنهم ذلك إلى انقضاء الدنيا لما صح أن يقال لهم اليوم تجزون. (کتاب الروح لابن قیم ص87)

فائدہ: اليوم المراد به مطلق الزمان لا المتعارف عليه وهو إا حين الموت أو ما يشمله وما بعده تجزون عذاب الهون أى المشتمل على الهوان والشدة. (روح المعانی)

3: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب المتوفیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آج مرنے کے ساتھ ہی تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی یعنی جس میں تکلیف جسمانی بھی ہو اور ذلت روحانی بھی۔

(معارف القرآن ج3 ص393)

4: وکیل حنفیت عظیم محدث علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتوفیٰ 855ھ نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے:

فإن قلت الترجمة في عذاب القبر وهذا قبل الدفن؟

قلت هذا من جملة العذاب الواقع قبل يوم القيامة وإضافة العذاب إلى القبر لكثرة وقوعه على الموتى في القبور وإلا فالكافر ومن شاء الله تعذيبه من العصاة يعذب بعد موته ولو لم يدفن ولكن هذا محجوب عن الخلق إلا من شاء الله تعالى.

(عمدۃ القاری ج6 ص273 باب ماجاء في عذاب القبر)

5: شارح بخاری حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفیٰ 852ھ نے بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

وهذا وإن كان قبل الدفن فهو من جملة العذاب الواقع قبل يوم القيامة وإنما اضيف العذاب إلى القبر لكون معظمه يقع فيه ولكون الغالب على الموتى أن يقبروا وإلا فالكافر ومن شاء الله تعذيبه من العصاة يعذب بعد موته ولو لم يدفن ولكن ذلك محجوب عن الخلق الا من شاء الله. (فتح الباری ج3 ص296 باب ماجاء في عذاب القبر)

آیت 2:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ. (التوبہ 101)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے قیامت سے پہلے دو عذابوں کو ذکر کیا ہے مفسرین کے نزدیک ان میں ایک عذاب قبر کا ہے

مستدلین:

1: عن ابن عباس في هذه الآية قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم خطيبا يوم الجمعة فقال "اخرج يا فلان، فإنك منافق، واخرج يا فلان فإنك منافق فأخرج من المسجد ناسا منهم فضحهم فجاء عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم حياء أنه لم يشهد الجمعة وظن أن الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر ظنوا أنه قد علم بأمرهم فجاء عمر فدخل المسجد فإذا الناس لم يصلوا، فقال له رجل من المسلمين: أبشر يا عمر، قد فضح الله المنافقين اليوم. قال ابن عباس: فهذا العذاب الأول حين أخرجهم من المسجد، والعذاب الثاني عذاب القبر. (تفسیر ابن کثیر ج3 ص435)

2: وقال الحسن البصري: عذاب في الدنيا، وعذاب في القبر. (تفسیر ابن کثیر ج3 ص435)

:3 وقال مجاھد بالجوع وعذاب القبر. (الکشف والبیان ج3ص242)

:4 قال قتادۃ: عذاب الدنیا وعذاب القبر. (الکشف والبیان ج3ص242)

:5 مشہور مفسر علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم بغدادی المعروف امام خازن المتوفیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

سنعذبھم مرتین اختلف المفسرون فی العذاب الأول مع اتفاقھم علی العذب الثانی ھو عذاب القبر بدلیل قولہ ثم یردون إلی عذاب عظیم وھو عذاب النار فی الآخرۃ فثبت بھذا أنہ سبحانہ وتعالی یعذب المنافقین ثلاث مرات مرۃ فی الدنیا ومرۃ فی القبر ومرۃ فی الآخرۃ. (تفسیر خازن ج2ص276)

:6 چوتھی صدی کے عظیم مفسر امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری المتوفیٰ 310ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وقولہ سنعذبھم مرتین یقول: سنعذب ھؤلاء المنافقین مرتین، إحداھما فی الدنیا، والأخری فی القبر.

(جامع البیان ج7ص13)

:7 امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی م604ھ اس آیت کے تحت عذاب ثانی کی مراد میں کئی اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

والأولی أن یقال مراتب الحیاۃ ثلاثۃ: حیاۃ الدنیا، وحیاۃ القبر، وحیاۃ القیامۃ، فقولہ: {سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ} المراد منہ عذاب الدنیا بجمیع أقسامہ، وعذاب القبر. وقولہ: {ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ} المرادمنہ العذاب فی الحیاۃ الثالثۃ، وھی الحیاۃ فی القیامۃ. (تفسیر کبیر ج16ص138)

:8 چھٹی صدی کے مشہور مفسر قاضی ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عطیہ اندلسی المتوفیٰ 546ھ فرماتے ہیں:

ولا خلاف بین المتأولین أن العذاب العظیم الذی یردون إلیہ ھو عذاب الآخرۃ وأکثر الناس أن العذاب المتوسط ھو عذاب القبر واختلف فی عذاب المرۃ الأولی. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ج3ص76)

:9 امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری المتوفیٰ 256ھ نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔ (صحیح بخاری ج1ص183)

:10 علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتوفیٰ 855ھ نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج6ص274)

آیت 3:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ. (ابراھیم 27)

تفسیر نبوی:

:1 عن البراء بن عازب رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال إذا أقعد المؤمن فی قبرہ أتی ثم شھد أن لا إلہ إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ فذلك قولہ {یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت} حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبۃ بھذا وزاد {یثبت اللہ الذین آمنوا} نزلت فی عذاب القبر" (صحیح بخاری ج1ص183)

:2 عن البراء بن عازب عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: { یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ } قال نزلت فی عذاب القبر یقال لہ من ربك فیقول ربی اللہ ودینی دین محمد صلی اللہ علیہ و سلم فذلك قولہ { یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ. (سنن نسائی ج1ص290باب عذاب القبر)

تفسیر صحابی:

عن خیثمۃ عن البراء قال: { یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ } قال نزلت فی عذاب القبر. (سنن نسائی ج1ص289باب عذاب القبر)

فائدہ: اکثر سنی مفسرین نے اس آیت کریمہ کو ثواب وعذاب قبر کے متعلق قرار دیا ہے اور اس آیت کے تحت اعادہ روح، سوال وجواب فی القبر کو ذکر کیا ہے طوالت کے خوف سے ان تمام کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا صرف ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قبر کا عذاب وثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حدیث یہ ہے؛ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مومن سے سوال کیا جائے گا تو ایسے ہولناک مقام اور سخت حال میں بھی وہ بتائید ربانی اس کلمہ پر قائم رہے گا، اور "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت دے گا اور پھر فرمایا کہ ارشاد قرآنی "یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ" کا یہی مطلب ہے... اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے معتبر اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو امام ابن کثیر نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے منظوم رسالہ "التثبیت عند التبییت" میں اور "شرح الصدور" میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کرکے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے، ان سب حضرات صحابہ کرام نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن ج5 ص248)

آیت 4:

وَمَنۡ أَعۡرَضَ عَن ذِكۡرِي فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحۡشُرُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ أَعۡمَىٰ. (طہ124)

تفسیر نبوی:

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم معیشة ضنکا قال عذاب القبر.

امام حاکم اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ.

(المستدرک ج3 ص137 رقم 3491)

عن أبی ھریرة، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا قال: "عذاب القبر". إسناد جید

(تفسیر ابن کثیر ج4 ص349،348)

تفسیر صحابی:

عن ابن مسعود قال: اذا حدثتکم بحدیث انباتکم بتصدیق ذالك من کتاب اللہ إن المؤمن اذا مات أجلس فی قبرہ فیقال له: من ربك وما دینك ومن نبیك فیقول: ربی اللہ ودینی الإسلام ونبیی محمد فیوسع له فی قبرہ ویفرج له فیه ثم قرأ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیة وإن الکافر إذا دخل قبرہ أجلس فقیل له: من ربك وما دینك ومن نبیك فیقول لا أدری فیضیق علیه قبرہ ویعذب فیه ثم قرأ ابن مسعود ومن أعرض عن ذکری فإن له معیشة ضنکا. (الدر المنثور ج4 ص557)

فائدہ: بہت سارے مفسرین نے اس آیت کے تحت مرفوع، موقوف اور اقوال اکابرین نقل کرکے اس کو عذاب قبر کے متعلق قرار دیا ہے جن میں امام ابن ابی حاتم رازی، امام خازن، امام طبری، امام آلوسی، امام بیہقی، حافظ ابن قیم، قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرھم شامل ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ دنیا میں معیشت کی تنگی تو کفار وفجار کے لئے مخصوص نہیں، مومنین صالحین کو بھی پیش آتی ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ شدائد ومصائب اس دنیا کی زندگی میں اٹھانے پڑتے ہیں... اس کے بالمقابل عموماً کفار وفجار کو خوشحال اور عیش وعشرت میں دیکھا جاتا ہے تو پھر یہ ارشاد قرآنی کہ ان کی معیشت تنگ ہوگی آخرت کے لئے تو ہوسکتا ہے دنیا میں خلاف مشاہدہ معلوم ہوتا ہے؟

اس کا صاف اور بے غبار جواب تو یہ ہے کہ یہاں دنیا کے عذاب سے قبر کا عذاب مراد ہے کہ قبر میں ان کی معیشت تنگ کردی جائے گی

خود قبر جو ان کا مسکن ہو گا وہ ان کو ایسا دبائے گا کہ ان کی پسلیاں ٹوٹنے لگیں گی جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح ہے اور مسند بزار میں بسند جید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس آیت کے لفظ "معیشة ضنکاً" کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ اس سے مراد قبر کا عالم ہے۔ (معارف القرآن ج6 ص160،159)

احادیث مبارکہ

حدیث 1:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (صحیح بخاری ص220 بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ رقم 1374)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دفن کرنے والے ساتھی واپس لوٹتے ہیں یقینا وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو بٹھادیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں پس اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا آگ کا ٹھکانہ دیکھ لے اللہ تعالی نے تجھے اس کے بدلے جنت عطا فرمائی ہے پس وہ دونوں مقاموں کو دیکھتا ہے باقی منافق اور کافر جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی اسی طرح کہتا تھا تو فرشتے اسے کہتے ہیں نہ تو خود جانتا تھا اور نہ ہی جاننے والوں پر اعتماد کرتا تھا اس کے بعد لوہے کے ہتھوڑے سے اسے ایسا مارا جاتا ہے کہ وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ وپکار جن اور انس کے علاوہ ارد گرد کے جانور سنتے ہیں۔

حدیث 2:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ نَخْلاً لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ أَصْحَابُ هَذِهِ الْقُبُورِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا وَمِمَّ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَإِنِ اللّٰهُ هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ أَعْبُدُ اللّٰهَ. فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ غَيْرَهَا فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ هَذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اسْكُنْ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَيَقُولُ لاَ أَدْرِي. فَيُقَالُ لَهُ لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ فَيُقَالُ لَهُ فَمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (سنن ابی داود ج2 ص305 باب فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی نجار کے باغ میں تشریف لے گئے آپ نے وہاں پر ایک آواز سنی تو آپ گھبرا گئے اور دریافت فرمایا یہ کن لوگوں کی قبریں ہیں؟ لوگوں نے بتایا یارسول اللہ کچھ لوگوں کی قبریں ہیں جو دور جاہلیت میں انتقال کر گئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے آگ کے عذاب اور فتنہ دجال سے پناہ مانگو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کس

وجہ سے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا مومن جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے تو (دنیا میں) کس کی عبادت کرتا تھا؟ اللہ تعالیٰ جس کی راہنمائی فرماتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا پھر اس شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) وہ شخص جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے بعد اس کو ایک گھر کی طرف لے جاتے ہیں جو اس کے لیے دوزخ میں تھا اور اس سے کہتے ہیں تمہارا دوزخ میں یہ گھر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری حفاظت فرمائی اور تم پر رحم فرمایا اور اس کے عوض جنت میں گھر عطا فرما دیا، وہ شخص یہ سن کر کہتا ہے کہ مجھے دنیا میں واپس جانے دو میں اپنے اہل خانہ کو اس کی خوشخبری سناؤں لیکن اس شخص کو دنیا میں واپس آنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور ڈانٹ کر اس سے پوچھتا ہے کہ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ تو نے نہ تو خود علم حاصل کیا اور نہ کسی کی اتباع کی پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں وہی بات کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر وہ فرشتہ اس شخص کو اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرز سے مارتا ہے وہ شخص ایسی چیخ مارتا ہے کہ اللہ کی تمام مخلوق اس کو سنتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔

حدیث 3:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

(صحیح بخاری ص 221 بَاب عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ رقم 1378، مسند احمد ج 3 ص 441 رقم 1980)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں سے گذر ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے پھر آپ نے فرمایا ان میں سے ایک چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا پھر آپ علیہ السلام نے ایک تر ٹہنی منگوائی اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان میں سے ہر ایک قبر پر گاڑ دی پھر فرمایا کہ امید ہے ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

حدیث 4:

عن أنس قال أن النبی صلی الله علیه و سلم قال لولا أن لا تدافنوا الدعوت الله أن یسمعکم من عذاب القبر.

(مسند ابی یعلی موصلی ص 601 رقم الحدیث 2996)

حدیث 5:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتْ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا. (صحیح بخاری ص 220 بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ رقم 1375)

حدیث 6:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً

(صحیح بخاری ص 220 باب ما جاء في عذاب القبر رقم 1373)

ثواب وعذاب قبر اور اجماع اہل السنت

1: بيان استنباط الاحكام الاول فيه أن عذاب القبر حق يجب الإيمان به والتسليم له وعلى ذلك أهل السنة والجماعة... ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد إعادة الروح إلى جسده أو إلى جزئه وخالف في ذلك محمد بن جرير وطائفة فقالوا لا يشترط إعادة الروح وهذا أيضا فاسد. (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج2ص597،598)

2: ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد اعادة الروح إليه أو إلى جزء منه وخالف فيه محمد بن جرير وعبد الله بن كرام وطائفة فقالوا لا يشترط إعادة الروح قال أصحابنا هذا فاسد لأن الألم والاحساس إنما يكون في الحي
(شرح مسلم ج2ص386)

3: بَلِ الْعَذَابُ وَالنَّعِيمُ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَنْعَمُ النَّفْسُ وَتُعَذَّبُ مُنْفَرِدَةً عَنِ الْبَدَنِ وَتُعَذَّبُ مُتَّصِلَةً بِالْبَدَنِ وَالْبَدَنُ مُتَّصِلٌ بِهَا فَيَكُونُ النَّعِيمُ وَالْعَذَابُ عَلَيْهِمَا فِي هَذِهِ الْحَالِ مُجْتَمِعِينَ كَمَا يَكُونُ لِلرُّوحِ مُنْفَرِدَةً عَنِ الْبَدَنِ. (فتاوی ابن تیمیہ ج2ص140)

4: فصل فإذا عرفت هذه الأقوال الباطلة فلتعلم أن مذهب سلف الأمة وأئمتها أن الميت إذا مات يكون في نعيم أو عذاب وأن ذلك يحصل لروحه وبدنه وأن الروح تبقى بعد مفارقة البدن منعمة أو معذبة وأنها تتصل بالبدن أحيانا ويحصل له معها النعيم أو العذاب ثم إذا كان يوم القيامة الكبرى أعيدت الأرواح إلى الأجساد وقاموا من قبورهم لرب العالمين ومعاد الأبدان متفق عليه بين المسلمين واليهود والنصارى. (كتاب الروح ص61)

5: وَكَذَلِكَ عَذَابُ الْقَبْرِ يَكُونُ لِلنَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السنة وَالْجَمَاعَة. تَنْعَمُ النَّفْسُ وَتُعَذَّبُ مُفْرَدَة عَنِ الْبَدَنِ وَمُتَّصِلَة به. (شرح العقيدة الطحاويه ج2ص610)

6: وكذا انعقد الإجماع على عذاب القبر على الروح والجسد جميعا. (تفسير مظهری ج9ص77)

7: قال إمام الحرمين من تفرقت أجزاؤه يخلق الله الحياة في بعضها أو كلها ويوجه السؤال عليها ومحل العذاب والنعيم أي في القبر هو الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة. (تفسير روح البيان ج8ص258)

8: قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منكر ونكير وضغطة القبر حق لكن ان كان كافرا فعذابه يدوم الى يوم القيامة ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان فيعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلا بالجسم فيتألم الروح مع الجسد وان كان خارجا عنه. (حاشيه ابن عابدين ج3ص49)

9: حافظ ابن حجر مکی سے پوچھا گیا کہ میت کے بدن پر کافور کیوں ملا جاتا ہے جبکہ بدن عموماً مٹی میں مل جاتا ہے؟

فأجاب بأن الحكمة في ذالك ما هو مقرر عند اهل السنة من أن البدن ينعم بأنواع النعيم كالروح وحينئذ بقي اتصل به النعيم وباتصال النعيم به يزيد سرور الروح وانبساطها فان البدن بينه وبينها غاية الارتباط والمناسبة فجميع ما يحصل له يحصل لها وعكسه. (الفتاوى الكبرى الفقهية ج2ص7)

10: جمہور علماء اھلسنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برزخ میں جسم اور روح دونوں کی تعذیب یا تنعیم ہو گی۔ (فتاوی حقانیہ ج1ص181)

سوال: اگر کسی فوت شدہ شخص کو دفن نہ کیا جائے بلکہ اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا دریا برد کر دیا جائے تو کیا اس کو بھی قبر کا عذاب وثواب ہو گا یا نھیں؟ نیز عذاب قبر اور عذاب برزخ میں کوئی فرق ہے یا نھیں؟

جواب: میت کو قبر میں عذاب وثواب کا ہونا قرآن مجید اور احادیث سے صراحتاً ثابت ہے اور قبر اسی جگہ کا نام ہے جہاں میت کے اجزاء پڑے ہوں

خواہ حسی یعنی معروف قبر میں ہوں یا نہ۔ جملہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ میت کے اجزاء کو خواہ ہوا میں اڑا دیا گیا ہو یا دریا برد کر دیا گیا ہو یا کوئی درندہ اس کو ہڑپ کر جائے تو بھی اس کو عذاب وثواب قبر کا سامنا کرنا پڑے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برزخ اور قبر دونوں ایک ہی نام ہیں اور مرنے کے بعد تا قیامت زندگی کو برزخی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(فتاوی حقانیہ ج1ص182)

11: قبر اور برزخ میں ثواب وعذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے... یہی مذہب جمہور اھل سنت کا ہے اور یہی حق ومنصور ہے۔
(تسکین الصدور ص95)

ثواب وعذاب قبر اور علماء دیوبند

1: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ: تعذیب وتنعیم کی مدرک روح ہے اصالۃ نہ جسد مگر تبعا۔

[امداد الفتاویٰ ج6ص128]

اور اسی جگہ عذاب اور ضغطہ ہوتا رہتا ہے خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھالیا ہو یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو البتہ اجزائے جسدیہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے اس تعلق کی وجہ سے ان اجزاء میں بھی اگر اس قدر حیات باقی رہی جس سے عذاب وثواب کا اثر جسد پر بھی آجاوے تو کچھ بعید نہیں چنانچہ اخبار کثیرہ سے ثابت ہوا کہ بعض اہل قبور کا عذاب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی بنا دہی بالعیت ہے۔

[امداد الفتاویٰ ج6ص129]

2: حضرت مفتی عزیز الرحمان: عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔[فتاوی دارالعلوم دیوبند ج5ص289]

3: اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ کہ راحت وعذاب قبر روح وبدن دونوں کو ہوتا ہے، ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔[خیر الفتاویٰ ج1ص181]

4: عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے احادیث اور آیات سے ثابت ہے۔[فتاوی محمودیہ ج1ص351]

5: بعض علماء کا خیال ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے اور روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ مردہ کا قبر میں جا کر زندہ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔[احسن الفتاویٰ ج4ص204]

6: جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ [عذاب] روح مع الجسد پر ہوتا ہے یعنی جسد عنصری کے ساتھ روح کا اس درجے میں تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ جسم میں ایک قسم کی حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ عذاب ونعمت کا ادراک کر سکتا ہے۔

[ایضاح المشکوۃ ج1ص204 مولانا رفیق احمد رفیق]

7: قال العلامة محمد انور شاہ الکشمیری رحمہ اللہ: اما اهل السنة والجماعة فلهم فيه قولان قيل العذاب على الروح فقط وقيل على الروح والجسد معا ومال الى الاول الحافظ ابن القيم رحمه الله والاقرب عندي هو الثاني.

[فیض الباری ج2ص492]

نیز فرماتے ہیں:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک جسم کے کل یا بعض حصے کو عذاب روح کے ساتھ ہو گا لہذا محمد بن جریر وغیرہ کی رائے بھی غلط ہے کہ عذاب کے وقت روح کا جسم میں لوٹنا ضروری نہیں ہے۔[انوار الباری ج8ص34]

8: علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل السنۃ والجماعۃ کے اجتماعی عقیدوں میں ایک عقیدہ یہ ہے کہ قبر یعنی عالم برزخ میں مومن وکافر سب سے سوال ہو گا اور کافر وفاسق کو عذاب ہو گا... اور سمجھنے کے لیے مطلق زندگی کا ہونا ضروری ہے، جو انسان کے کسی جزو سے متعلق ہو سکتی ہے۔[معارف القرآن؛ ج4ص261]

9: مولانا عبد الحق حقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جمہور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برزخ میں جسم وروح دونوں کی تعذیب یا تنعیم ہو گی۔[فتاویٰ حقانیہ ج1ص181]

10: شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

قبر وبرزخ میں ثواب وعذاب جسم وروح دونوں کو ہوتا ہے اور روح کا جسم کی طرف اعادہ ہوتا ہے لیکن دنیا کی طرح اعادہ نہیں بلکہ روح کا بدن کے ساتھ اتصال اور تعلق قائم کر دیا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک روح کا جسم پر یا اس کے اجزاء پر پر تو پڑتا ہے جس کو وہ اشراق یا اشراف سے تعبیر کرتے ہیں، اور اس اتصال و تعلق سے ایک گنہ حیات[نوع من الحیات]مردہ کو حاصل ہوتی ہے جس سے وہ نکیرین کا جواب بھی دیتا ہے اور ثواب وعذاب بھی محسوس کرتا ہے۔یہی مذہب جمہور اہلسنۃ کا ہے اور یہی حق و منصور ہے۔[نفحات التنقیح شرح المشکوۃ المصابیح ج1ص637]

منکر کا حکم

1: من انکر الحیاۃ فی القبر وهم المعتزله ومن نحا نحوهم.(عمدۃ القاری ج:11ص:403)"

2: حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

”حاصل کلام: اگر انکار ادراک وشعور اموات کا کفر نہ ہو تو اس کے الحاد ہونے میں کچھ شبہ بھی نہیں“(فتاوی عزیزی ص164)

3: ”ان دلائل کی رو سے جو شخص بھی عذاب وراحت فقط روح پر مانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی کا قائل نہ ہو وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے، بدعتی و گمراہ ہے۔ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔
الجواب الصحیح علی محمد مہتمم دارالعلوم کبیر والا“

[خیر الفتاویٰ ج1ص184]